جس میں اولاد کو بطور خاص کچھ عطیات دیتے ہوں تو ان میں بھی اسی پہلو کو مدنظر رکھنا ہو گا کہ استطاعت ہو تو سب کو مساوی عطیات دیے جائیں اور ہر ایک کی حاجت اور ضرورت کو ملحوظ رکھا جائے۔ اگر کسی بیٹی کو جہیز دیا گیا تھا لیکن بعد میں اسے کوئی ضرورت درپیش ہو تو پھر بھی اس کی حاجت کا خیال رکھا جائے۔

اسی اصول کو پیش نظر رکھ کر آپ اس وقت جہیز دیں اور یہ سمجھ لیجیے کہ اس وقت بہت زیادہ جہیز اس نیت سے دیا گیا کہ بعد میں بیٹے کے ساتھ کوئی قانونی جھگڑا نہ رہے تو ایسا صحیح نہ ہو گا کیونکہ جملہ قانونی اور اخلاقی حقوق باقی رہیں گے۔ واللہ اعلم! (مولانا عبدالمالک)

نکاح سے محروم لڑکی کا اجر

کیا وہ لڑکی بھی کسی اجر کی مستحق ہے جس کی شادی نہ ہوئی ہو اور وہ اپنے اہل خانہ (جن میں بھائی' بھابھیاں اور ان کے بچے یا شادی شدہ بہنیں اور ان کے بچے ہوں) کے ساتھ رہتی ہو' ان کے دکھ درد بانٹتی ہو اور گھر والوں کے حقوق پورے کرتی ہو۔ والدین کی خدمت تو اس کی سعادت ہے' اس لیے میں نے ان کا ذکر اہل خانہ میں نہیں کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ دینی تقاضے پورے کرنے کی فکر کرتی ہو اور حیا کی جو حدود اللہ اور اس کے رسولؐ نے بتائی ہیں' ان کا اہتمام کرتی ہو۔

میں آپ سے یہ اس لیے پوچھ رہی ہوں کہ بیٹی کے حقوق ادا کرنے پر سرپرستوں کو ملنے والا اجر قرآن و حدیث میں پایا' بحیثیت بیوی کے عورت کے حقوق اور نیک سیرت بیوی کو ملنے والے اجر کا بیان بھی پڑھا' اور وہ بیوہ عورت جو اپنے بچوں کی پرورش کے متاثر ہونے کے ڈر سے شادی نہیں کرتی اور پاک دامنی کے ساتھ زندگی گزارتی ہے' اس کا اجر بھی وضاحت سے پایا' لیکن ایک غیر شادی شدہ لڑکی کو جس میں اوپر بیان کردہ صفات کسی درجے میں پائی جاتی ہوں' اس کو بھی کسی اجر کی نوید سنائی گئی ہے یا نہیں۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لڑکیوں کی یہ قسم نہیں پائی جاتی تھی؟

ایسی لڑکیاں دنیا داروں اور "دین داروں" کی طرف سے بھی محض اپنے خوش شکل نہ ہونے کے باعث مسلسل رد کی جاتی ہیں۔ اس وجہ سے ایک کرب میں مبتلا رہتی ہیں۔ اس صبر پر ملنے والے اجر کا اگر علم ہو جائے تو شاید اس اذیت میں کچھ کمی ہو جائے۔ شادی کا ہونا یا نہ ہونا تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ لیکن اس پورے عمل میں کہ ایک لڑکی کو دیکھا جائے اور اس کی عادات و اطوار اور دینی حالت کو ثانوی حیثیت دیتے ہوئے محض شکل و صورت کے معیار پر پرکھ کر رد کر دیا جائے--- تو وہ شدید اذیت سے دوچار ہوتی ہے۔ کیا اس لڑکی کو اپنے صبر پر کوئی اجر ملتا ہو گا؟"

قرآن پاک اور احادیث شریف میں کثرت سے اس بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایک ذرہ

برابر نیکی اور ذرہ برابر برائی کو نظرانداز نہیں فرمائیں گے (الزلزال ۹۹:۶-۸)۔ اللہ تعالیٰ کی صفت عدل و احسان ان کی صفت توحید کے بعد غالباً سب سے زیادہ اہم صفت کہی جا سکتی ہے۔ نہ صرف اس دنیا میں بلکہ آخرت میں وہ اپنے بندوں کے ساتھ عدل اور احسان کا رویہ اختیار فرماتے ہیں۔ اس لیے ایسے افراد کے حوالے سے بھی جو اہل کتاب میں سے ہوں اور عمل صالح کر رہے ہیں' عدل کے تقاضے کے پیش نظر یہ نہیں فرمایا گیا کہ چونکہ وہ اہل کتاب ہیں' ان کا عمل صالح یا عمل خیر ضائع ہو جائے۔ گو نجات کے لیے اسلام لانے کو شرط قرار دے دیا گیا ہے۔ (البقرہ ۲:۶۲)۔

اس بنیادی اصول کی روشنی میں اگر نیک اور پاک دامن لڑکی کسی بنا پر رشتہ ازدواج میں منسلک نہیں ہو سکی لیکن وہ اپنے والدین اور اہل خانہ کے ساتھ بھلائی' محبت' خدمت کا رویہ اختیار کرتی ہے تو عدل و انصاف کا تقاضا ہے کہ اس کا یہ عمل خیر بجائے خود ضائع نہ ہو اور اسے اس کا مناسب اجر ملے۔ آپ نے خود بھی اس طرف اشارہ کیا ہے کہ مثلاً ایک بیوہ اگر پاک دامنی برقرار رکھتے ہوئے محض اس خیال سے نکاح نہیں کرتی کہ اس کے بچوں کے حقوق کی ادائیگی اور ان کی پرورش صحیح طور پر نہ ہو سکے گی تو وہ اپنے اس صبر کا اجر پائے گی۔

لیکن آپ کے سوال کا دوسرا پہلو میری نگاہ میں زیادہ اہم ہے' یعنی کیا ایک غیر شادی شدہ لڑکی کو جب وہ خود شادی کرنے کے لیے آمادہ ہو لیکن اس کی شکل و صورت' مالی حالت' معاشرتی مقام یا کسی اور سبب سے شادی کے لیے پسند نہ کیا جائے' تو کیا پھر بھی وہ اس حدیث کی تعریف میں آئے گی جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: النکاح سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی"۔

اسلام میں ہر عمل کی بنیاد دو چیزوں پر ہے' نیت اور اختیار وسعت یا استطاعت۔ اگر ایک فرد کی نیت حج کی ہے اور دوران سفر انتقال کر جائے تو گو اس فرد نے عملاً حج نہیں کیا' قرآن کی روشنی میں اس کا حج قبول کر لیا جائے گا۔ ایسے ہی اگر ایک شخص کو ایک کام کی طاقت' استطاعت' وسعت یا اختیار نہ ہو تو اس پر مسئولیت بھی نہیں ہوتی۔ "لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا" (البقرہ ۲:۲۸۶)۔ اسلامی تعلیمات کتنی سادہ' سیدھی' آسان اور عملی ہیں۔ یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ نکاح جیسی سنت' جس کی اسلام کے نظام حیات میں مرکزی اہمیت ہے' سے جان بوجھ کر اپنے آپ کو روکنا اور نکاح کی خواہش کے باوجود نکاح نہ ہو پانا دو مختلف کیفیات ہیں۔ موخر الذکر صورت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے اس بات کی امید اور دعا کرنی چاہیے کہ وہ اس کا بہترین اجر اس دنیا اور آخرت میں عطا فرمائیں۔

"دنیا داروں" کی طرف سے محض شکل و صورت یا رنگ کی بنا پر ایک صالح لڑکی کو شادی کے لیے قبول نہ کرنا تو سمجھ میں آتا ہے لیکن "دین دار" افراد کی جانب سے ایسا عمل سخت تکلیف کا باعث ہے۔ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے بلاشبہ شادی کے حوالے سے جن خصوصیات کا ذکر فرمایا ہے، اس میں حسن، دولت، خاندان کا ذکر بھی ہے لیکن اس حیثیت سے نہیں کہ اس کو اولیت دی جائے بلکہ اس حیثیت سے کہ ان سب سے بڑھ کر صالحیت اور تقویٰ وہ خصوصیت ہے جو فی الاصل شادی کے لیے بنیاد ہونی چاہیے۔ اس لیے "دین داروں" کا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے باوجود محض شکل و صورت کی بنا پر کسی کو پسند نہ کرنا اور اسلامی شخصیت و کردار کو ثانوی حیثیت دینا سنت کی روح کے بالکل منافی ہے۔ ایسی لڑکیوں کا صبر و استقامت کرنا اور اپنے آپ کو پاک دامن رکھنا ایک نوعیت کا جہاد ہے جس پر اجر کی پوری امید رکھنی چاہیے، ان شاء اللہ۔

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مادہ پرستی کے اس دور میں ہم نے نہ صرف قرآن و سنت کی واضح تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا ہے بلکہ ان آفاقی اسلامی اقدار کو بھی بھلا دیا ہے جو صالحیت اور کردار و عمل کو ترجیح دینا سکھاتی ہیں۔ ہمیں خود احتسابی کرتے ہوئے روح اسلام کو تازہ کرنے کے لیے سماجی جہاد کے ذریعے ان فرسودہ روایات کی اصلاح کرنی ہوگی تاکہ ان صالح لڑکیوں کو ذہنی تکلیف سے بچایا جاسکے جو محض سماجی روایات کی بنا پر نکاح کی سنت سے محروم کردی جاتی ہیں۔ (ڈاکٹر انیس احمد)

مہران اکیڈمی

بانی: خرم مرادؒ قیام: جنوری ۱۹۸۹

سندھی زبان میں دعوتی، تبلیغی اور تحریکی لٹریچر کی اشاعت میں سرگرم

☆ ۱۳۶ کتب شائع ہو چکی ہیں۔ ☆ مولانا مودودیؒ کی ۲۲ کتب کا ترجمہ شائع کیا جا چکا ہے۔ ☆ بچوں کے لیے خوبصورت اور دلچسپ کہانیاں شائع کی ہیں۔

سندھ کے کونے کونے میں بُک اسٹالوں پر یہ کتب دستیاب ہیں

فہرست اور تفصیلات کے لیے رابطہ:

مہران اکیڈمی واگنہ گیٹ شکار پور سندھ - پوسٹ کوڈ ۷۸۱۰۰